اصلاح اخلاق و کردار میں صوفیہ کا کردار: فکرِ باہو کا مطالعہ

Role of Sufis in Reforming Morality and Character: A Study of the Thought of *Sultān Bāhū*

*Muhammad Amin

**Dr. Ghulam Shams-ur-Rehman

Abstract

Sufis have played a remarkable role in efforts to reform morality and character. This article studies the thought of *Sultān Bāhū*, a prominent Sufi of 17the century, on moral and character building of human beings. It finds that the referred Sufi played a pivotal role in moral and character building of his followers as well as all seekers of high moral ranks. It ends with the suggestion of adopting *Bāhū's* thought to equip the individuals and society with good manners.

Key Words: Sufi thought, morality, *Sultān Bāhū*

اصلاحِ اخلاق و کردار کے ضمن میں کی گئی کاوشوں میں صوفیہ کا غیر معمولی حصہ رہا ہے۔ بر صغیر کے صوفیہ میں اس حوالے سے ایک نمایاں شخصیت سلطان باہو کی ہے۔ آپ سترھویں صدی میں خطۂ پنجاب کے کثیر التصانیف اور مقامی عوام پر گہرا اثر چھوڑنے والے صوفی تھے۔ آپ کی ولادت 1039ھ/[1629ء] شور کوٹ ضلع جھنگ میں اعوان قبیلے کے حافظ محمد ابو زید کے گھر میں ہوئی۔ سوانح نگاروں کے مطابق آپ کا نام باہو یا محمد باہو رکھا گیا، آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔[1] ابتدائی تعلیم وتربیت اپنی والدہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں شاہ حبیب اللہ قادری[2] سے ملاقات کی اور پھر سید عبد

* PhD scholar Islamic Studies, BZU, Multan

**Chairman/ Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, GCU, Faisalabad

[1] دیکھیے: سلطان حامد بن حضرت شیخ باہو مناقبِ سلطانی (لاہور: اکبر بک سیلر، 2008ء/1437ھ)، 18۔

الرحمان دہلوی[3] سے تعلیم وتربیت اور راہِ سلوک کے مراحل طے کیے۔ راہِ سلوک میں اس طرح ترقی کی کہ زمانے کے عظیم صوفی بن گئے۔ آپ کی تصوف پر فارسی میں تقریباً ایک سو چالیس کتابوں کا مصنفین نے ذکر کیا ہے۔ صوفیانہ شاعری میں اس قدر ذوق اور پختگی تھی کہ پنجابی زبان میں منظوم کلام کا مجموعہ اور غزلیاتِ فارسی کا دیوان بھی اپنے آثار میں چھوڑا، جن سے پاک وہند کے مسلمان آج بھی استفادہ کر رہے ہیں۔ سلطان باہو کی وفات 1102ھ/[1691ء] میں 63 برس کی عمر میں ہوئی۔ آپ کے جسد خاکی کو شور کوٹ شہر سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر دریائے چناب کے مغربی کنارے پر سپرد خاک کیا گیا۔ سلطان باہو کی فکر جس طرح آج سے تین صدیاں پہلے اصلاح معاشرہ میں مشعلِ راہ تھی آج بھی اصلاح انسانیت میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ زیرِ نظر مضمون سلطان باہو کی فکر کے انھی پہلوؤں سے بحث کرتا ہے جن کی روشنی میں سالک معاشرتی رذائل سے بچ کر محاسنِ اخلاق کو اپنا سکتا اور معاشرے کی خوب صورتی میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس مضمون میں نمایاں محاسن اخلاق کی تلقین اور رذائل اخلاق سے اجتناب کے ضمن میں فکر باہو کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔

---

[2] آپ گیلانی سید ہیں، آپکے والد سید فتح اللہ شاہ شہر بغداد (عراق) کے بڑے نام ور بزرگ تھے۔ شاہ حبیب کی پیدائش بھی بغداد شہر میں ہوئی اور وہیں سے علومِ متداولہ حاصل کرنے کے بعد پنجاب میں مغل فرمانروا شاہجہاں کے دور میں ارشاد و تبلیغ کیلئے ہجرت کر آئے۔ (امتیاز حسین شاہ، تذکرہ اولیاء ملتان (ملتان: کتب خانہ حاجی نیاز احمد، س ن)، 173۔)

[3] شیخ عبد الرحمان گیلانی سید اور شاہ حبیب کے شیخ تھے۔ آپ کی ولادت 1024ھ/1615ء میں ہوئی، آپ شیخ عبد القادر جیلانی کی اولاد میں سے تھے، سید عبد الجلیل کے مرید ہوئے۔ سال 1063ھ دہلی میں ارشاد و تلقین کیلئے تشریف لائے اور زندگی وہاں گزار دی۔ 21 رمضان سال 1088ھ/1687ء میں وفات پائی۔ اور اپنے خریدے ہوئے پلاٹ میں ان کو دفنایا گیا۔ دیکھیے:

Sultān Muhammad Najeeb-ur-Raḥmān, *Sultān Bāhū*: The Life and Teachings, (Lahore: Sultān-ul-Faqr Publications, 2014), 51,52,53.

خدمتِ خلق

سلطان باہو خدا کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا سے محبت کی تعلیم دیتے ہیں۔ ایک جگہ عوام الناس کو تلقین کرتے ہوئے حدیث بیان کرتے ہیں: **"خير الناس من ينفع الناس"**[4] "بہتر آدمی وہی ہے جو خلق خدا کو نفع پہنچائے۔" اسی طرح آپ قوم کا سردار اور حکمران بھی اسی کو گردانتے ہیں، جو مخلوق خدا کی خدمت کرے۔ اور اس ضمن میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کرتے ہیں کہ: **"سيد القوم خادمهم وخير منهم"**[5] "قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے اور ان سے بہتر ہوتا ہے۔" آپ کی سوچ یہ ہے کہ عوام کیلئے وہی کچھ پسند کرنا چاہیے جو اپنے لیئے پسند کرو، تاکہ آپس میں مزید خلوص و محبت پیدا ہوسکے اور معاشرے میں اخوت کو فروغ ملے۔ اس کی تائید میں وہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کرتے ہیں کہ: **"لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه المسلم مايحب لنفسه"**[6] "تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے مسلم بھائی کیلئے وہ کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے." ان کا نظریہ تھا کہ جو مخلوق خدا کی دل آزاری کرے تو وہ خود بھی امن میں نہیں رہ سکتا، اور جو مخلوق خدا کے لیے آسانیاں پیدا کرے اللہ بھی اس کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے۔ اس کی تائید میں ضرب المثل بیان کرتے ہیں: **"من حفر بئرا لأخيه فقد وقع فيه"**[7] "جس نے اپنے (مسلم) بھائی کیلئے گڑھا کھودا وہ (خود) اسی میں گرا۔" اچھائی کی طرف کسی انسان کو دعوت دینا اور رہنمائی کرنا باعث اجر و ثواب ہے: **"الدال على الخير كفاعله"**[8] اچھائی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس (اچھائی) کے کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔" الغرض سلطان باہو کی تعلیمات میں خدمت خلق اور اس کی ضرورت اہمیت کو جابجا بیان کیا گیا تاکہ طالب و سالک اور عقیدت مند معاشرے کا بہترین اور کارگر فرد بن سکے۔

---

[4] سَید امیر خان نیازی، مرتب؛ نور الہدی کلاں (لاہور: العارفین پبلیشرز، 2014ء)، 308؛ سَید امیر خان نیازی، مرتب؛ محک الفقر کلاں (لاہور: العارفین پبلیشرز، 2015ء)، 262۔

[5] سلطان باہو، عین الفقر، مرتب۔ سَید امیر خان نیازی (لاہور: العارفین پبلیشرز، 2016ء)، 176۔

[6] سلطان باہو، عین الفقر، 206۔

[7] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 284۔

[8] سلطان باہو، عین الفقر، 298۔

جانثاری

دینِ اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اسلاف خصوصاً صحابۂ کرام میں ایثار وقربانی کا کس قدر جذبہ تھا! اسی جذبے سے ہی تو معاشرتی اخوت و بھائی چارہ پیدا ہوا اور اسلامی نظریے کے حامل لوگ فردِ واحد کی طرح متحد ہو کر ایک طاقت کا نشان بنے۔ سلطان باہو عشق کی راہ میں جان کو قربان کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"ببازی عشق میبازم دل و جان را فدا سازم---دمِ منصور مینازم یقین خود را فدا سازم

فدا سازم دگر باری سَرِ خود را بدلداری---چه خوش باشد نکو کاری که من خود را فدا سازم

بزلفِ یار دل بستم به بستن دل چناں مستم---دو عالم رفت از دستم کنوں خود را فدا سازم"[9]

"مَیں عشق کا کھیل کھیل رہا ہوں، دل وجان قربان کر رہا ہوں، منصور کی طرح (دل وجان قربان کرنے پر) فخر کرتا ہوں، یقیناً خود کو قربان کر رہا ہوں۔ یہ ایک عجیب گھڑی ہے، اے دوستو! اگر تم غمخوار ہو، اے پیارو! جان لو کہ مَیں خود کو قربان کر رہا ہوں۔ مَیں محبوب کی زلف (عنبرین) سے دل باندھ چکا ہوں، دل کی اس گرفتاری پر اس قدر بے خود ہوں، (کہ) دونوں جہان ہاتھ سے دے بیٹھا ہوں، اب خود کو قربان کر رہا ہوں۔"

سلطان باہو راہِ محبوب میں جان نثاری کو عین ایمان سمجھتے ہیں اور محبوب رب العالمین ﷺ کی محبت میں دنیا کی ہر شے فدا کرنے کو ترجیح دیتے ہوئے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ: **"لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من ولده ووالده والناس أجمعين"**[10] اور خدا کی محبت میں جان نثار کرنے کو شہادت کا درجہ دیتے ہوئے حدیث بیان کرتے ہیں: **"من مات في حب الله فقد مات شهيدا"**[11]

صبر

سلطان باہو اپنے افکار میں صبر اور ثابت قدمی کی بہت تلقین فرماتے تھے۔ کہتے ہیں:

بر امید وصل اودل زنده دار ---یک زمان گوید ترا باری تعال[12]

اس (مالکِ حقیقی) سے ملاقات (اور وصال) کے لیئے تو اپنے دل کو بیدار رکھ، وہ باری تعالی تو تجھے ایک زمانہ سے (قرآن حکیم اور دیگر الہامی کتب میں) فرما رہا ہے کہ آ جاؤ۔

ثبتوا اقدامکم اے سالکان --- راه ملا متها بجواے صادقان[13]

---

[9] سلطان باہو، دیوان باہو، مرتب۔ ڈاکٹر سلطان الطاف علی (لاہور: باہو پبلیکیشنز، 2008ء)، 34۔

[10] سلطان باہو، عین الفقر، 368۔

[11] سلطان باہو، عقل بیدار، مرتب۔ سَید امیر خان نیازی (لاہور: العارفین پبلیشرز، 2015ء)، 76؛ : سَید امیر خان نیازی، مرتب۔ محک الفقر کلاں (لاہور: العارفین پبلیشرز، 2015ء)، 434؛ کلید التوحید کلاں، 190، 242۔

[12] سلطان باہو، دیوانِ باہو، 56، غزل نمبر: 14۔

اے طالبو! ثابت قدم رہو، ملامتوں کی راہ تلاش کروائے سچے لوگو!

یعنی وہ اپنے عقید تمند کو ہر حال میں ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے ہیں کہ نا امیدی کو چھوڑو اور استقامت اختیار کرو ایک دن ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔

یقین

سلطان باہو یقین (یعنی ایمان کی پختگی اور توکل پر بھی بہت زور دیتے تھے۔ نا امیدی اور یاس کو پاس تک بھٹکنے نہ دیتے تھے۔ یقین کی حقیقت کے بارے میں کہتے ہیں:

اصل یقین است یقین کن طلب --- محرم اسرار شو از راز رب[14]

بنیادی چیز یقین ہے اس لیئے تو خدا سے یقین مانگ، تاکہ تو رازِ ربوبیت کے اسرار سے واقف ہو جائے۔

اصل یقین است یقین گر شود--- کار تو از ہفت فلک بگزرد[15]

تیرا اصلی سرمایہ یقین ہے، اگر یہ تجھے حاصل ہو جائے، تو تو ساتوں آسمانوں سے بھی آگے نکل جائے۔

یقین از حق شود حق راز الله --- خطی در کش بگرد ما سوی الله[16]

یقین سے اسرارِ الٰہی کھلتے ہیں، یقین سوائے اللہ کے ہر چیز کی نفی کرتا ہے۔

یقین سرمایه ایمان نورش --- یقین با معرفت قرب حضورش[17]

یقین ایمان کا نوری سرمایہ ہے، اس کا تعلق معرفتِ قربِ حضور سے ہے۔

عفو ودر گزر

سلطان باہو غصے کو معرفت الٰہی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے، اور عفو و در گزر کو پسند فرماتے اور اس کی تعلیم و تلقین فرماتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"بدانکه ہر که از عجب وغرور برسد بمعرفت الهی قرب نور الله حضور عجب وغرور است۔ یعنی جلالیت وغصه از غلبات مستی گویند۔ مستی در

---

[13] سلطان باہو، دیوان باہو، 58، غزل نمبر: 15۔

[14] سلطان باہو، عقل بیدار، 48۔

[15] سلطان باہو، کلید التوحید کلاں (لاہور: العارفین پبلیکیشنز، 2015ء)، مرتب: سَید امیر خان نیازی، 556۔

[16] سلطان باہو، کلید التوحید کلاں، 552۔

[17] سلطان باہو، کلید التوحید کلاں، 552۔

حقیقت ومعرفت قرب اللہ وحضور است یعنی جلالیت بے امن با امن سبب است۔"[18]

صدقِ مقال اور دیگر اخلاق حسنہ

آپ سچائی کو ایمان کا حصہ اور جھوٹ کو ایمان کیلئے زہر قاتل سمجھتے ہیں۔ وہ جھوٹ بولنے والے کو نبی ﷺ کا امتی نہیں سمجھتے۔ اور حق بات ضرور اور ہر حال میں کرنی چاہیے اور نااہل سے گفتگو میں احتیاط لازم ہے، ہر کسی سے اس کی اہلیت کے مطابق بات کرنا اچھا طریقہ ہے۔ سچائی میں برکت ہوتی ہے اور سچائی کا راستہ ہر گز نہیں چھوڑنا چاہیے ورنہ جھوٹ اور غلط باتوں سے خاموشی بہتر ہے۔ اچھی بات کہنے کی تلقین کرتے ہوئے روایت پیش کرتے ہیں: **"قل خيرا والا فاسكت"**[19] جھوٹ کی مذمت بیان کرتے ہوئے روایت پیش کرتے ہیں: **"الكذاب ليس من أمتي"**[20] کلمہ حق کی مذمت بیان کرتے ہوئے روایت پیش کرتے ہیں: **"الساكت عن كلمة الحق شيطان أخرس"**[21] کلمۂ حق سے خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔" کلام حکمت کے حوالے سے روایت پیش کرتے ہیں: **لاتكلم كلام الحكمة عند الجاهل"**[22] یعنی جاہل کو حکمت کی بات سنانے سے بہتر ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے۔ صدق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے روایت پیش کرتے ہیں: **"مع الصدق ترى العجائب"**[23] سچائی کے ساتھ عجائبات دیکھی جاتی ہیں۔" مطلب یہ ہے کہ سچائی کے بہت کرشمے ہوتے ہیں اسے کسی حال میں نہیں چھوڑنا چاہیے۔ سکوت کی تعریف کرتے ہوئے روایت پیش کرتے ہیں: **"من سكت سلم ومن سلم نجا"**[24] "جس نے خاموشی اختیار کی اس نے سلامتی پائی اور جس نے سلامتی پائی اس نے نجات پائی۔" یہاں بھی سلطان باھو فضول اور غلط بات سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جھوٹ اور ایمان کا فرق بیان کرتے ہوئے روایت پیش کرتے ہیں: **"المؤمن لا يكذب"**[25]

فرقہ واریت کی مذمت

---

[18] سلطان باہو، گنج الاسرار (لاہور: شبیر برادرز پبلیشرز، س ن)، 15۔

[19] سلطان باہو، نور الہدیٰ کلاں، 552۔

[20] سلطان باہو، طرفۃ العین، 24؛ محبۃ الأسرار، (لاہور: پروگریسو بکس، 1993ء)، 37؛ کلید التوحید کلاں، 98۔

[21] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 102۔

[22] سلطان باہو، نور الہدیٰ کلاں، 320۔

[23] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 362۔

[24] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 362۔

[25] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 362۔

فرقہ واریت اور تفرقہ بازی معاشرے کے امن کیلیۓ زہرِ قاتل ہے اور انسانی شخصیت اس سے بہت متاثر ہوتی ہے اگر یہ مذموم برائی انسان کے اندر پائی جائے تو اس کی سیرت کی بہتر تشکیل نہیں ہو پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان باہو مسلکی اختلافات اور فرقہ واریت کی بحث میں ہر گز نہیں پڑتے اور اس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ سلطان باہو کہتے ہیں کہ سنی شیعہ کے چکروں میں پڑنے سے علمِ حقیقی سے دوری ہو جاتی ہے جس سے معرفتِ ذات و توحید سے بھی بیگانگی ہو جاتی ہے اسی لییۓ وہ اپنے عقید تمندوں کو یہی پیغام دیتے ہیں کہ تفرقہ بازی اور فرقہ واریت میں پڑے بغیر راہِ حق پہ چلو اس سے کامیاب ہو جاؤگے اور اللہ کی رحمت پھر دنیا وآخرت میں تمہیں ڈھانپ لے گی۔ معاشرے میں بھی امن سے جیوگے اور بامراد بھی ہو جاؤگے۔ آپ ان لوگوں سے نفرت کرتے نظر آتے ہیں جو فرقہ واریت میں پڑ کر امتِ مسلمہ کو تقسیم کرتے ہیں اور معاشرے کا امن خراب کرتے ہیں۔ اپنے دور کے دو مسلم گروہوں کی گروہ بندی سے بیزاری کا اظہار کرکے وہ آج کے مسلم کو بھی یہ پیغام دے گئے کہ فرقہ واریت میں حق نہیں مل سکتا اگر راہِ حق پہ چلنا ہے اور حق کو تلاش کرنا ہے تو محبت، اخوت، راست بازی اور امن کی فضا پیدا کرو۔ علم و عرفان کی اگر پختگی چاہیے تو بھی اللہ کی (اتحاد والی یعنی قرآن وسنت کی) رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اسی کا اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہتے ہیں:

نا مَیں سنی نا مَیں شیعا میرا دوہاں تو دل سڑیا ھو

مک گئے سب خشکی پینڈے جدوں دریا رحمت وچ وڑیا ھو

کئی من تارے تر تر ہارے کوئی کنارے چڑھیا ھو

صحیح سلامت چڑھ پار گئے باہو جنہاں مرشد دا لڑ پھڑیا ھو[26]

میں نہ تو محض سنی ہوں اور نہ ہی شیعہ ہوں (کیونکہ یہ سب فرقہ پرستی میں مبتلا ہیں اور معرفتِ ذات و توحید سے نا شناسا۔ انکی فرقہ ورانہ ذہنیت کی وجہ سے) میرا دل دونوں سے جلا ہوا ہے۔ (مذاہب کے فرقہ ورانہ اختلافات کی) سب خشک منازل (اس وقت طے ہوگئیں) جب کہ (خالقِ حقیقی کے رحمت کے رحمت اللعالمین محمد مصطفیٰ ﷺ) کے دریائے رحمت میں داخل ہوئے۔ (دریائے معرفت وتوحید میں) کئی غیر شناور تیر تیر کر ہار گئے (اور اسے عبور نہ کرسکے اور سینکڑوں ہزاروں میں سے) کوئی ایک خوش نصیب کنارے پر بعافیت بامراد پار چڑھ گئے۔ اے باہو (اس دریائے معرفت وتوحید) سے تو وہی صحیح وسلامت پار ہوئے جنھوں نے مرشد (کامل) کا دامن پکڑا۔

تکبر کی مذمت

سلطان باہو غرور و تکبر کو سخت ناپسند کرتے اور معرفتِ الہی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں:

"بدانکه ہر که از عجب وغرور برسد بمعرفت الہی قرب نور الله حضور عجب وغرور است۔ یعنی جلالیت وغصه از غلبات مستی گویند۔ مستی در

[26] سلطان باہو، ابیاتِ باہو، مرتب؛ سلطان الطاف علی (لاہور: باہو پبلیکیشنز، 2014ء)، 578۔

حقیقت ومعرفت قرب اللہ وحضور است یعنی جلالیت بے امن با امن سبب است۔"[27]

خودپرستی کی مذمت

سلطان باہو خودپرستی کو سخت ناپسند فرماتے ہیں اور طالب وسالک کو اس سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"خود پرستی چوں ندانی بے خبر---رو روای خویش را بر خود نگر

جامہ را پوشیدہ اے بہر ہوا---کس نمی بیند بتو صافی نظر

پوشش خود را بجز تقوی مکن----با حیا و زیب و زینت خود نگر"[28]

"اے بے خبر (انسان) تو اگر خود پرستی کو نہیں جانتا، تو جاؤ اپنی (اوڑھی ہوئی) چادر کو اپنے اوپر غور سے دیکھو۔ تو نے (نفسانی) نمود ونمائش کے لیے لباس پہنا ہوا ہے (وہ محض بیرونی خول ہے)، (جس کے باعث) کوئی شخص تجھے (بغیر کھوٹ) صاف نہیں دیکھ پاتا (تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو)۔ اپنا لباس سوائے پرہزگاری کے اور کوئی اختیار نہ کرو، جسے تم اپنا حیا، لباس اور جمال (ظاہر و باطن) جانو۔"

موسیقی سے اجتناب کی تلقین

بہت سے دیگر صوفیہ کے برعکس سلطان باہو کے یہاں موسیقی کی مذمت ملتی ہے۔ وہ سرود اور موسیقی کی آواز کو شیطانی پھندا گردانتے تھے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: **"الجرس مزامیر الشیطان"[29]** "آلہ موسیقی شیطان کے آلات ہیں۔" اور اسی طرح حدیث ہے: **"الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع"[30]** "گیت گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی کھیت کو پیدا کرتا ہے۔" آپ فرماتے ہیں:

"عجب دارم آں مرشد ناتمام کہ طالبان را میرساند بسرود شیطانی مطرب آواز وآوازیکہ در نص قرآن وحدیث وعلم فقہ مسائل کلمہ طیب :"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " نباشد آں آواز مطلق شیطانی ۔ شخصے کہ بر آواز شیطانی مبتلا و مشتاق شد آں مردہ دل نفسانی است ۔ ہر آنکس محروم از معرفت

---

[27] سلطان باہو، گنج الاسرار، 15۔

[28] سلطان باہو، دیوان باہو، 132، غزل نمبر: 51۔

[29] مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح (بیروت: دار الجیل، س ن) رقم الحدیث: 5670۔

[30] احمد بن حسین البیہقی، سنن البیہقی الکبری (مکہ المکرمہ: مکتبہ دار الباز، 1994ء- 1414ھ)، رقم الحدیث: 20795۔

الہی ، آواز ازل خدا ومحروم از نماز خدا ومحروم از راہ ازل خدا ومحروم از چشم معرفت واز ازل خدا"[31]

"مجھے حیرانی ہے اس مرشدِ ناتمام پر شیطانی سریلی آواز کی طرف پہنچاتا ہے اور وہ آواز قرآن وسنت اور مسائلِ فقہ وکلمہ طیب لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نہیں ہے، بلکہ وہ مطلق شیطانی آواز ہے۔ وہ شخص جو شیطانی آواز میں مبتلا اور اس پر عاشق ہو جاتا ہے وہ مردہ دل نفسانی ہے۔ ہر وہ شخص جو معرفتِ الٰہی اور آوازِ ازلِ خدا سے محروم ہوتا ہے وہ خدا کی نماز، اس کی معرفت اور معرفت کی آنکھ سے محروم ہوتا ہے۔"

ریاکاری کی مذمت

سلطان باہو تصنع ، بناوٹ، مکر وفریب اور ریا کاری کو بہت زیادہ نا پسند فرماتے اور اسے مورد تکذیب ٹھہراتے تھے۔فرماتے ہیں:

لباس فقر میپوشی شراب ہو نمی نوشی۔۔۔چرا در مکر میکوشی کنی چوں قصه افسانه [32]

تم فقر کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہو (مگر) اس کی شراب نہیں پیتے ہو، مکر (وفریب) میں کیوں لگے ہوئے ہو، بناوٹی باتیں کرتے ہو۔

فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو ذکر جہر کے ساتھ دن رات اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں اور وہ سنگدل اسم اللہ کی غایت سے بے خبر ہوتے ہیں اور وہ رجعت کھاتے ہوئے اہل بدعت پریشان حال ہوتے ہیں۔ان کا سر نفسانی خواہش کے تحت ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کی خلوت لوگوں کیلئے دام تزویر ہے اور ان کا حجرہ محض حجاب ہے۔وہ بادشاہ اور امرا کو مرید کرنے اور انہیں مسخر کرنے میں لگے رہنے کے باعث خراب حال رہتے ہیں۔[33]اور فرماتے ہیں کہ **علم رحمانی عبادت سعادت وقلب صفا ست ودر علم شیطانی طمع، بخل،رشوت وریا ست**[34] "علم رحمانی عبادت، سعادت اور دل کی صفائی ہے"۔ اسی ریاکاری کی مذمت کرتے ہوئے آپ حدیث بیان کرتے ہیں: **"الریاء اشد من الکفر والکفر من النار"**[35] ایسے ہی ایک اور روایت بیان کرتے ہیں: **"الریاء والزناء وشرب الخمر و حب الدنیا یأکل الإیمان کما تأکل النار الحطب"**[36]

---

[31] سلطان باہو، گنج الاسرار، 17۔

[32] سلطان باہو، دیوانِ باہو، 38، غزل نمبر: 5۔

[33] سلطان باہو، کلید التوحید خورد، مترجم؛ محمد شریف عارف نوری، 33، 34۔

[34] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 514۔

[35] سلطان باہو، محبۃ الأسرار، 35۔

[36] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 324

مختلف محاسن اخلاق پر زور رذائلِ اخلاق سے اجتناب کی تلقین

تزکیہ نفس کے لیے سلطان باہو جھوٹ، دل آزاری اور لالچ سے بچ کر سچائی اختیار کرتے ہوئے منبعِ خلق بننے کی ہدایت کرتے ہیں۔ غیبت کی برائی میں روایت بیان کرتے ہیں: **"الغيبة أشد من الزنا"**[37] مسلمان کی دل آزاری سے بچنے کی تلقین میں حدیث بیان کرتے ہیں: **"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده"**[38] خوش خلقی کی تلقین اور جھوٹ سے پرہیز کیلئے روایت بیان کی: **"كن ثابتا ومعدن الأخلاق ولا تكن في فرقة الكاذبين"**[39] علما کو لالچ سے دور رہنے کی تلقین میں روایت پیش کی: **"لكل شيئ آفة وآفة العلم الطمع"**[40] ایک جگہ فرماتے ہیں:

گرو باید مصلی را بدست آور قدح می را۔۔۔مصفا کن دل وجان را مشو خود مرد فرزانه

چه شد فرزانه گر گردی به نیمی جو نمی ارزی۔۔۔هماندم مردمی گردی شوی گر مرد دیوانه[41]

جائے نماز کو گروی رکھ کر شرابِ معرفت کا پیالہ ہاتھ میں لینا چاہیے، دل وجان کو پاک وصاف کرکے عقلمند آدمی ہونے کا گھمنڈ چھوڑ دے۔ کیا ہوا تو اگر حکیم ودانا بھی بن گیا(مگر اس جہان میں تو) تیری قدر نیم جو کے برابر بھی نہیں، تو اس وقت مرد کہلا سکتا ہے جب (راہِ عمل) دیوانہ وار نکل پڑے۔

خلاصہ بحث

محاسنِ اخلاق کو اپنی زندگی کا اہم حصہ بنانا اور رذائلِ اخلاق سے پرہیز کرنا سلطان باہو کی اہم تعلیمات میں سے ہے۔ آپ مخلوق خدا سے محبت، سچائی، ایثار وقربانی، ثابت قدمی وغیرہ ایسے محاسن اخلاق کے تلقین کے ذریعے حسنِ فرد و معاشرت کے حصول اور غصے، جھوٹ، تکبر، فرقہ واریت وغیرہ ایسے رذائل اخلاق کی مذمت کے ذریعے طالبانِ راہِ سلوک کا تزکیہ کرنے کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں۔ بطور فرد اور معاشرہ آپ کی فکر پر عمل کرکے بے شمار انفرادی و معاشرتی مسائل سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

---

[37] سلطان باہو، کلید التوحید کلاں، 126۔

[38] سلطان باہو، کشف الأسرار (لاہور: شبیر برادرز، س ن)، 31۔

[39] سلطان باہو، محک الفقر کلاں، 234۔

[40] سلطان باہو، کلید التوحید کلاں، 390۔

[41] سلطان باہو، دیوان باہو، 38، غزل نمبر 5۔